Anwar al-Sirah: International Research Journal for the Study of the Prophet Muhammad (PBUH)'s Biography
ISSN: 3006-7766 (online)and 3006-7758 (print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/anwaralsirah/index
Published by: Seerat Chair, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں حصول علم کے لئے زبان میں مہارت کی ضرورت واہمیت کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study on the Need and Importance of Language Proficiency for Acquiring Knowledge in the Light of Sīrat al-Nabi ﷺ

Dr. Sajjad Hussain*
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Mohiuddin Islamic University, Narian Sharif, Azad Jammu and Kashmir. Email: phdicp@gmail.com

Bagh Hussain
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Mohiuddin Islamic University, Narian Sharif, Azad Jammu and Kashmir

Abstract

Mastery of language is of utmost importance in the field of education. Achieving proficiency not only in one's mother tongue and national language but also in other languages is a critical step in educational methodologies. Without it, a person cannot achieve refinement and excellence in their personality. When Allah, the Almighty, created Prophet Adam (peace be upon him), He endowed him with all knowledge, including mastery of languages. In this era of communication, a successful and prosperous individual is one who possesses abundant skills and expertise in the art of communication. Language is the most essential and fundamental key to communication; it not only smooths the path to knowledge but also ensures progress and prosperity. Proficiency in language not only safeguards a person from potential harm from others but also enables self-sufficiency in connecting with others and achieving goals. Therefore, in this paper, we will discuss the significance of language, the need and importance of learning language, and its methods in the light of prophetic traditions and teachings. The aim is to illuminate various aspects of this topic, fostering enthusiasm for language learning among students, clarifying its importance, and demonstrating how it can ease their lives and contribute to national progress. A historical and analytical approach has been adopted for this paper, and key findings and recommendations are summarized concisely at the end.

Keywords: Language Proficiency, Communication Skills, Educational Methodologies, Prophetic Traditions, National Progress

تعارف

تعلیم کے میدان میں زبان پر دسترس حاصل کرنا انتہائی اہم امر ہے۔ نہ صرف مادری اور قومی زبان میں مہارت حاصل کرنا بلکہ دیگر زبانوں میں بھی مہارت کا حصول تعلیمی مناہج کے اقدامات میں سے ایک اہم قدم ہے جس کے بغیر ایک انسان اپنی شخصیت میں کمال اور نکھار پیدا نہیں کر سکتا۔ اللہ رب العزت نے جس وقت سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس کے ساتھ ہی تمام علوم، جن میں زبانوں پر عبور بھی شامل تھا انہیں سکھا دیے۔ آج ہم جس عہد سے گذر رہے ہیں یہ رابطے کا زمانہ ہے کامیاب اور خوشحال وہی شخص مانا جاتا ہے جس کے پاس وافر مقدار میں مہارتیں ہوں، رابطے کے گُر اور سلیقے ہوں۔ زبان رابطے کی سب سے اہم اور بنیادی کنجی ہے جو نہ صرف حصول علم کی راہیں ہموار کرتی ہے بلکہ ترقی وخوشحالی کی ضمانت بھی ہے۔ زبان پر دسترس کے ساتھ انسان نہ صرف

* Email of corresponding author: phdicp@gmail.com

دوسروں کے شر سے محفوظ ہوتا ہے بلکہ ان سے رابطے اور مقاصد کے حصول میں کسی کا محتاج نہیں رہتا۔لہذااس مقالے میں ہم زبان کی اہمیت اس کے سیکھنے کی ضرورت اہمیت اور مناہج کو نبوی آثار و تعلیمات کی روشنی میں زیر بحث لایا گیاہے اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس موضوع کے جملہ پہلوؤں کو واضح کیا جائے تاکہ اس کی بنیاد پر طلبہ میں زبانیں سیکھنے کی لگن پیدا ہو اور اس کی اہمیت بھی ان پر واضح ہو جو ان کی زندگیوں میں آسانیاں لانے اور ملک و قوم کی ترقی کی ضامن ہو سکتی ہے۔اس مقالے کے لئے تاریخی و تجزیاتی منہج کو اختیار کیا گیاہے اور اہم نتائج وسفارشات کو اختصار کے ساتھ مقالہ کے آخر میں ذکر کیا گیاہے۔

زبان کو عربی زبان میں **لغت** کہا جاتا ہے۔جو کہ عمومی طور پر مخارج،اصوات اور عبارات پر مبنی ہوتی ہے۔جن سے مافی الضمیر کا اظہار کیا جاتا ہے۔اس میں فصیح و بلیغ لہجات اور مقامی عمومی لہجے سب شامل ہوتے ہیں چاہے وہ کوئی بھی زبان ہو۔کوئی بھی علاقہ ہو یا کسی بھی قوم یا قبیلے کی زبان ہو۔قرآنی منہج کے مطابق انسان کی تعلیم بولنے کے سلیقے سکھانے سے شروع ہوتی ہے اور ثریا تک کھوج لگانے پہ ختم ہوتی ہے۔زبان کے علم کو قرآنی منہج میں تجوید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔کسی بھی علم کو سیکھنے کے لئے زبان پر عبور ہونا انتہائی ضروری ہے۔زبان و لغت کو بنیادی آلہ حصول علم گردانا جاتا ہے کہ اللہ حکیم و مدبر نے اس زبان سیکھنے کو لازم ٹھہرایا۔

زبان سیکھنے کا شرعی حکم

اگر فقط زبان سیکھنے سے متعلق شرعی حکم اور فتویٰ کی بات کی جائے تو فقہائے کرام میں سے کسی ایک نے بھی اس کے خلاف فتوی نہیں دیا بلکہ سب کی رائے یہی ہے کہ مختلف زبانیں سیکھنا جائز اور مستحسن عمل ہے۔ لیکن ہمارے ہاں جب پہلے پہل دینی اداروں نے انگریزی زبان پڑھنا پڑھانا شروع کی تو کچھ مذہبی لوگوں نے ہی ان پر کفر کا فتویٰ لگایا اور انگریزی زبان کی تعلیم کو حرام قرار دے دیا دیا۔لہذا ضروری امر ہے کہ اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کو تعلیمات سیرت اور مسلم علماء کے اقوال کے تناظر میں جان لیا جائے۔حقیقت امر یہ ہے کہ ثقہ علماء میں سے کسی نے زبان کی حرمت پر فتویٰ نہیں دیا کیونکہ ان کے سامنے اسلام اور سیرت نبوی کی تعلیمات کی اصل روح اور مقاصد تعلیم تھے۔علماء کے مجموعی فتویٰ کو یہاں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

"فالأصلُ هو جوازُ تعلّمُ اللّغةِ الإنجليزيةِ وَغيرها مِنَ اللّغَاتِ الأجنبيّةِ لتحْصِيْلِ مَصْلِحَة شَرعِيّة" [1]

(اصولی طور پر کسی شرعی مصلحت کے تحت انگریزی اور دیگر اجنبی (غیر ملکی) زبانیں سیکھنا جائز ہے)

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے زبانوں کے تنوع اور رنگینی کو کائنات کا حسن اور اپنی قدرت کاملہ کی عظیم نشانیوں میں شمار کیا۔کیونکہ جہاں زمین و آسمان کی تخلیق اور ان کی عظیم نشانی ہونے کا تذکرہ کیا وہیں زبانوں کی رنگینی اور اہمیت کا ذکر بھی فرمایا:

﴿وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦ خَلْقُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَٰنِكُمْ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّلْعَٰلِمِينَ﴾[2]

(اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا ہے، بے شک اس میں علم والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔)

یہ محض زبانوں کی نشانی کا ذکر نہیں بلکہ انسانی تہذیبوں اور ثقافتوں کا بھی تذکرہ ہے۔جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تہذیبیں زبانوں کے اس رشتے کے ساتھ زیادہ رنگینی پیدا کر سکتی ہیں۔اسی تنوع کو برقرار رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ انسانوں کی رہنمائی اور تعلیم و تربیت کے لئے جو رسول مبعوث کیے وہ اسی قوم کی زبان میں تعلیمات لے کر آئے۔فرمان باری تعالی:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلاَّ بِلِسَانِ قَوْمِه﴾[3]

(اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان کے ساتھ ہی بھیجا)

اس فرمان الٰہی میں اس عظیم نعمت کا ذکر ہے کہ تمام انبیاء کرام مختلف زبانیں بولتے تھے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کوئی بھی زبان اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ یا حرام نہیں ہے کیونکہ وہی عظیم ذات ان زبانوں اور لہجوں کی خالق ہے لہذا اگر کوئی شخص اپنی کج فہمی کی بنیاد پر ایسا کوئی فتویٰ صادر کرے یا زبان کی بنیاد پر نفرت کا بیج بوئے تو درحقیقت وہ اسلامی تعلیمات اور منہج نبوی کی روح سے واقف ہی نہیں۔ کیونکہ اسلام تو تمام لسانی و نسلی تعصبات کو مٹانے کے لئے آیا نہ کہ مزید بھڑکانے اور ہوا دینے کے لئے۔

امام فخر الدین رازی زبان کی اہمیت کے حوالے سے لکھتے ہیں: "کہ ابتدائی کلاسوں میں طالب علم لغت و زبان سیکھنے کے مرحلے میں ہوتا ہے لہذا اس کے سامنے فصیح و بلیغ جملے بولے جائیں تاکہ وہ انہیں سن کر خوبصورت زبان سیکھ سکے۔ اس موقع پر جہاں زبان سیکھنے کی اہمیت کو واضح کیا وہاں اساتذہ کے لئے لازم قرار دیا کہ ان کی اپنی زبان انتہائی فصیح و بلیغ ہونی چاہیے اور انہیں زبان پر کامل دسترس ہو تاکہ وہ طلبہ کی صحیح رہنمائی کر سکیں"۔[4]

یہ نہ صرف زبان سیکھنے کی طرف رہنمائی فراہم کرتی ہے بلکہ انتہائی اعلیٰ درجے میں جا کر زبان کی فصاحت و بلاغت تک رسائی حاصل کرنے کی بھی تاکید ہے۔ امام بخاری نے بھی صحیح بخاری میں اس سلسلے میں ایک باب مرتب کیا جس کا نام "باب من تكلَّمَ بالفارسِيَّةِ والرَّطَانَةِ ، وقوله تعالَى ﴿وَٱخۡتِلَٰفُ أَلۡسِنَتِكُمۡ وَأَلۡوَٰنِكُمۡ﴾﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلاَّ بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾". اور اس میں تین احادیث ذکر کیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فارسی اور حبشی زبان میں گفتگو فرمائی۔ اسی طرح امام نسائی نے بھی ایک باب «رَطانة العجم» کے نام سے مرتب کیا اور اس میں سیدنا ابوہریرہ کی حدیث ذکر کی:

"أخذ الحسن تمرة من تمر الصدقة في فمه، فقال له رسول الله ﷺ : كِخْ .. كِخْ ؛ أما شعرتَ أنا لا نأكل الصدقة".[5]

(امام حسن نے (بچپن میں) صدقہ کے مال میں سے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کِخْ. کِخْ، کیا تمہیں احساس نہیں کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے)

اس روایت کے الفاظ "**کِخ کِخ**" ہمارا مستدل ہیں جو عربی زبان کے الفاظ نہیں لیکن نبی کریم ﷺ نے استعمال فرمائے۔ اسی لئے ماہرین کی رائے یہ ہے کہ بچوں کے سامنے فصیح اور مشکل الفاظ بولے جائیں تاکہ وہ ان کے عادی ہو جائیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مطلقاً کوئی دوسری زبان بولنا قطعاً ممنوع یا ناپسندیدہ عمل نہیں ہے۔ بلکہ ائمہ محدثین اور فقہاء کرام نے اس مسئلے کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ممکنہ طور پر موجود روایات کا ذکر بھی کر دیا ہے۔

امام الحافظ ابو الشیخ الاصبہانی (متوفی 369ھ) نے اپنی کتاب "**اخلاق النبی ﷺ و آدابہ**" میں ایک باب اس عنوان کے تحت باندھا ہے "ما ذُكر من تَكَلُّمِه ﷺ بالفارسية" اور اس میں کئی احادیث ذکر کی ہیں گویا کہ آپ ﷺ کے اس خلق عظیم کی طرف اشارہ کیا جو آپ کی ذات گرامی میں موجود تھا کہ آپ دیگر تہذیبوں اور لغات کا احترام فرماتے اور ان کے تحفظ کے لئے اقدامات فرمائے۔

زبان سے محبت اور نبوی منہج

زبان سے محبت ایک فطرتی امر ہے اور کسی بھی شخص کو اگر اپنی زبان سے محبت ہو تو اسے برا نہیں سمجھا جائے گا بجز اس کے کہ وہ عصبیت کی صورت اختیار کر جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی اپنی زبان کیونکہ عربی تھی لہذا آپ ﷺ نے اس کے سیکھنے کے لئے اپنی قوم کو اکسایا اور اس کی محبت ان کے دلوں میں بٹھانے کے لیے اس کے اصول و قواعد وضع فرمائے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أحِبُوا العَربَ لثلاث: لِأنّي عَرَبي، وَالقُرآنُ عَرَبي، وَلِسانُ أَهلِ الجَنّةِ عَرَبي"۔[6]

(عربوں سے تین وجوہات کی بنیاد پر محبت کرو، کیونکہ میں عربی ہوں، اور قرآن عربی میں ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہو گی۔)

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کے نزول اور اس کے فہم کے لئے عربی زبان کا نمایاں طور پر ذکر کیا:

﴿إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾

(بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو)

اس فرمان باری سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زبان کی بنیاد پر سمجھ بوجھ کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور مادری زبان ہی در اصل حقیقی سمجھ بوجھ کا وسیلہ ہے۔ نظریات جس قدر اپنی زبان میں آسانی سے واضح ہوتے ہیں اس قدر دوسری زبان میں یہ ممکن نہیں۔ انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے زبانوں پر عبور عطا کیا ہوتا ہے۔

شیخ محمد الشنقیطی سیدنا آدم علیہ السلام کی زبان دانی کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

"وقدْ نَص العلماءُ عَلى أنّ الله تَعالى عَلّم آدمَ اثنتين وسبعين لُغة، وَ هي أُصول لُغاتِ العالَم، وهٰذه اللغات أصلها أربعُ فَقطْ، ومنها تَتَشَعّب بقِيةُ اللغاتِ كُلّها، حَتّى تَصِلَ إلى العَدَدِ المَوْجُودِ اليَوْم."[7]

(علماء نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے نصوص ذکر کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہتر (72) زبانیں سکھائی تھیں۔ اور وہی آج دنیا میں پھیلی تمام زبانوں کی اصول یا بنیاد ہیں، اور ان زبانوں کی اصل صرف چار زبانیں ہیں، انہی سے باقی زبانوں نے جنم لیا یہاں تک کہ آج کے موجودہ عدد تک پہنچ گئیں۔)

جس طرح سیدنا آدم علیہ السلام کا زبان پر عبور نص قرآنی سے ثابت ہے ایسے ہی نبی اکرم ﷺ کا زبانوں اور علوم پر عبور نص قرآنی سے ثابت ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کی زبان دانی سے متعلقامام خفاجی نے لکھا ہے:

" أنه ﷺ علمه الله جميع اللغات قال تعالى:﴿وَ مَا أَرْسَلْنا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسانِ قَوْمِهِ﴾ و هوﷺ مُرسَل للجَمِيْع "۔[8]

(اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زبانیں سکھائیں جیسا کہ فرمایا(وَ مَا أَرْسَلْنا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسانِ قَوْمِهِ)اور آپ کو تمام انسانیت کی طرف بھیجا گیا۔)

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی مختلف زبانوں میں مہارت کے حوالے سے صبح الاعشیٰ میں محمد بن عمر المدائنی سے منقول ہے:

" إنه ﷺ كان يفهم اللغاتِ كُلها، وَ إن كَان عَربيا لأَن اللہَ بَعثَه إِلَى النّاسِ كَافّة، وِ لَم يكُن الله بالّذِيْ يبعَثُ نَبِيّا إِلىَ قَوْم لَايفْهم عَنهُم، و لذٰلِكَ كَلّمَ سلمَانَ بالفَارسِيّة "[9]

(کہ آپ ﷺ تمام زبانیں سمجھتے تھے اگرچہ آپ عرب تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کسی بھی قوم کی طرف کوئی بھی نبی ایسا نہیں بھیجا جو ان کی زبان نہ سمجھ سکتا ہو۔ اسی لئے آپ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے فارسی زبان میں گفتگو فرمائی۔)

اور حضرت عبد اللہ ابن عباس سے اس سلسلے میں پوچھا گیا:

" هل تكلم رسول الله ﷺ بالفارسية؟ قال: نعم. دخل عليه سلمان فقال درسته و سادته "[10]

(کیا رسول اللہ ﷺ نے فارسی میں گفتگو فرمائی؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ کے پاس حضرت سلمان آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:"درسته و سادته"(یہ خوش آمدید کے کلمات تھے)

حافظ ابن عبد السلام الناصری کی کتاب الرحلۃ میں ان کے شیخ امام محمد بن محمد نابلسی کے حالات میں لکھا ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے فارسی میں گفتگو فرمائی؟ جب کہ صاحب قاموس نے سفر السعادۃ میں اس بات کا انکار کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا:

" اَلصّوَابُ ثُبُوتُ كَلَامِهِ ﷺ بالفَارسِيةِ، وَ أوقفني عَلى كُراسَين لَه، في الرّد عَلى صَاحبِ القَامُوسِ". [11]

(درست بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فارسی میں گفتگو فرمائی، اور پھر مجھے اپنی دو کاپیاں دکھائیں جن میں صاحب قاموس پر رد تھا)۔

اولیں (مادری) زبان میں تو بہر طور انسان کو مہارت تامہ حاصل ہونی چاہیے، کیونکہ انسان کے علم و فن کا کمال اسی وقت ظاہر ہوتا ہے جب وہ گفتگو پر قادر ہوتا ہے اور قادر الکلامی کا حصول اسی صورت ممکن ہے جب زبان پر مکمل دسترس ہو گی۔ چنانچہ امام شافعی نے زبان سیکھنے کے عمل کی اہمیت کے لیے فرمایا:

"يَنْبَغِي لِكُلّ أحد يَقْدِرُ على تعلُّم العربيَّة أن يتعلَّمها؛ لأنَّه اللّسان الأَوْلَى بأنْ يكون مرغوبًا فيه، من غير أن يحرم على أحد أن ينطق بأعجميَّة" [12]

(ہر بندے کو چاہیے کہ عربی زبان پر قدرت حاصل کرے۔ کیونکہ یہی زبان اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ اس میں دلچسپی دکھائی جائے۔ بغیر اس کے کہ کسی پر عجمی زبان و کلام حرام کیا جائے۔)

ان نصوص سے مادری اور قومی زبان کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ مادری زبان حصول علم کی بنیاد ہے، اس کے بعد قومی زبان اور پھر دیگر زبانوں کی اہمیت معلومات کی وسعت اور روابط کی ضرورت کے مطابق متعین ہوتی ہے۔

زبان پر فخر

اگرچہ اترانا یا فخر کرنا اسلامی تعلیمات کے منافی ہے لیکن بعض استثنائی صورتیں ہیں جہاں تحدیث نعمت اور ادائے شکر کے طور پر اظہار فخر جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن شمار ہوتا ہے۔ زبان پر کسی حد تک فخر بھی کیا جا سکتا ہے بالخصوص جب انسان فصیح و بلیغ گفتگو پر قادر ہو جیسا کہ حضرت ابو سعید الخدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

" أنا النبي لا كذب، أنا ابن عبد المطلب، أنا أعرب العرب، ولدتني قريش، ونشأت في بني سعد بن بكر، فأنى يأتيني اللحن" [13]

(میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں، میں تمام عرب سے زیادہ عربی دان ہوں، اور مجھے قریش نے جنم دیا اور میں بنی سعد بن بکر میں بڑا ہوا تو مجھ سے (زبان کی) غلطی کہاں سے آئے گی۔)

یہ روایت واضح طور پر دلالت کر رہی ہے کہ زبان اہل زبان سے سیکھنی چاہیے اور اس پر دسترس کی صورت میں فخر کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دوسری زبان سیکھنے یا اس میں گفتگو کی جو ممانعت بعض اقوال میں مروی ہے وہ اس بنیاد پر ہے کہ انسان ان لوگوں کی موجودگی میں اس زبان میں گفتگو کرے جو اس کو سمجھتے نہ ہوں، اور یہ ان کے مابین سرگوشی بن جائے۔ جیسا کہ عموماً مخالف یا دشمن گروہ مخالف افراد کے لئے اس زبان کا استعمال کیا جاتا ہے جو انہیں سمجھ نہ آتی ہو۔

زبان سیکھنے کی اہمیت

حصول علم میں سہولت کے لیے زبان میں مہارت و ثقاہت کو بنیادی درجہ اور خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ مسلمان قوم کے زعماء نے کسی زمانے میں بھی علم سے نفرت نہیں کی نہ ہی اس سے چشم پوشی کی۔ زبان کے متعلق بھی ممکنہ کوششیں کرتے رہے اور اس کی ترویج کے لئے نہ صرف اقوال مرتب کیے بلکہ عملاً زبان سیکھنے کے لئے سفر بھی کیے اس کے اصول و قواعد مرتب کیے اور آنے والی نسلوں پر اس کی اہمیت واضح کی۔

زبان میں مہارت اور عبور حاصل کرنے اور اس کی اصلاح کرنے کے حوالے سے امام اصمعیؒ کا قول ہے کہ کسی شخص نے اپنے بیٹوں کو ان الفاظ میں نصیحت کی:

"اَصْلِحُوا اَلْسِنَتَکُم فَان المرءَ تَنُوبه النائبة فيَستَعِيرِ الثَوبَ و الدَابَةَ وَلَا يُمكنُه اَن يَستَعيرَ اللّسَانَ و جَمالُ الرّجُلِ فَصَاحَته" [14]

(اپنی زبانوں کی اصلاح کرو کیوں کہ بندے پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کپڑا اور سواری ادھا مانگ لیتا ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں زبان ادھار مانگ لے۔ اور انسان کی خوبصورتی اس کی فصاحت میں ہے۔)

یہ ایک ایسا اصولی ضابطہ ہے جو بہت ہی عمدہ طریقے سے انسان کی رہنمائی کرتا ہے کہ زبان کوئی بھی لازمی سیکھنی چاہیے اور اس میں پختگی و ثقاہت پیدا کرنی چاہیے۔ آج جس طرح زبان کی اہمیت بڑھ گئی ہے وہ ہر شخص پر واضح ہے کہ سیاست، معیشت اور معاشرت کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں انسان کو زبان دانی کی ضرورت پیش نہ آئے۔ خلیفہ راشد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے:

"تَعلّمُوا العَرَبِيةَ فَانّها مِنْ دِيْنِكُم"

(عربی سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین میں سے ہے)

آج سے صدیوں قبل اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی قوم کے لئے زبان کی اہمیت کو بیان کر دیا تاکہ وہ اس میں کسی طور بھی غفلت نہ برتیں۔ دین کیونکہ ایک مکمل ضابطہ حیات کا نام ہے بنا بریں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ زبان زندگی کے تمام شعبوں کی ضرورت ہے۔ زبان بھی ایک علم ہے اور حصول علم کا ذریعہ بھی ہے، اور علم انسان کی گم شدہ میراث ہے بالخصوص اہل ایمان کے لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"الكلمة الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو أحق بها" [15]

(حکمت کی بات مومن کی گمشدہ میراث ہے جہاں پائے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے)

مشہور صحابی حضرت زید بن حارث رسول اکرم ﷺ کی خصوصی سیکرٹری کے طور پر کام کرتے تھے اور فارسی، حبشی، عبرانی اور رومی زبانوں کو لکھنے اور ان کے لئے ترجمانی کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔[16]

حضرت عبداللہ ابن زبیر بھی مختلف زبانوں میں دسترس رکھتے تھے۔ بلکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ کے ایک سو غلام تھے اور آپ ان میں سے ہر کسی کے ساتھ اس کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔ اسی طرح حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بھی مختلف زبانیں جانتے تھے۔

زبان اور لہجوں کی تاریخ

زبان اور لہجوں کی تاریخ سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے زبان سیکھنے اور لہجات کو برقرار رکھنے کے لئے اقدامات کیے۔ قرآن حکیم کا مختلف لہجوں میں نزول اور ان لہجوں کے ساتھ قرات کا دوام و تسلسل اس حقیقت کو مسلم کرتا ہے کہ اسلام زبان کی زندگی کے تصور کو باقی رکھتا ہے اور زبان سیکھنے کے عمل کو جاری رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔

ایک اور اہم مسئلہ زبان کی زندگی ہے۔ کیونکہ زبان کی بقاء کے ساتھ انسان کی تہذیب و ثقافت کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ زبان کی بقاء تہذیب کی بقا کی ضمانت اور کسی بھی قوم یا مذہب کی شناخت بن جاتی ہے۔ بعض اوقات زبان کو مذہبی درجہ بھی حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ عبرانی زبان یہودیت کے ساتھ خاص ہو

گئی اور عربی زبان کو اسلام کی زبان ہونے کا شرف حاصل ہے کیونکہ قرآن حکیم عربی مبین میں نازل ہوا اور فرامین نبویہ کی زبان بھی عربی ہے بلکہ تمام امہات کتب کی زبان بھی عربی ہے لہٰذا اسلامی تشخص در حقیقت عربی زبان کی بقاء کے ساتھ ہی برقرار رہ سکتا ہے۔

صحابہ کرام کی زبانوں میں مہارت

رسول اکرم ﷺ کے قریب ترین گروہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کا گروہ ہے جنہوں نے آپ ﷺ سے علوم کی جملہ جہات کو نہ صرف سمجھا بلکہ ان کے دوام کے لئے مہارت حاصل کی اور ان کی ترویج و اشاعت کے لئے شب و روز کوشاں رہے۔ زبان کی تعلیم و تعلم بھی ان جملہ علوم میں سے ایک ہے۔ صحابہ کرام کے مقدس گروہ میں وہ نفوس بھی شامل ہیں جو دنیا کے مختلف گوشوں سے کاروان اسلام میں شامل ہوئے ان کی زبانیں بھی ان کے علاقے یا ملک کے مطابق مختلف تھیں جیسے حضرت سلمان کی زبان فارسی تھی، حضرت صہیب کی رومی، حضرت بلال کی حبشی تھی۔ اسی طرح دیگر علاقوں سے وارد ہونے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبانیں بھی اسلامی ثقافت کا حصہ بنیں بلکہ بعض روایات میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان صحابہ کو ان کی اپنی اپنی زبان میں مخاطب کیا۔ لیکن یہ بات صحیح روایات سے ثابت نہیں سوائے بعض کلمات کے جن کا تذکرہ یہاں کیا گیا ہے۔

حال ہی میں ایک کتاب " الصحابة الذين يتقنون اللغات الأجنبية في العهد النبوي " عرب عالم، عبد الرحمن سلیمان النزاوی کی تالیف شائع ہوئی ہے۔ موصوف نے یقیناً اپنے موضوع کے اعتبار سے نمایاں تالیف کا اضافہ کیا ہے۔

وہ صحابہ جنہوں نے زبان میں دسترس حاصل کی ان میں جلیل القدر صحابی حضرت زید بن ثابت کا نام نامی ہے۔ حضرت زید بن ثابت زبان میں کمال مہارت رکھتے تھے اور علم و حکمت میں بہت سے صحابہ پر فوقیت رکھتے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ سے باہر دیگر ممالک کے بادشاہوں کو دعوت اسلام دینے کا ارادہ فرمایا تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ ان ممالک کی زبان سیکھیں۔ تو آپ نے بڑے مختصر عرصے میں ان کی زبانیں سیکھ لیں۔ جیسا کہ حضرت زید خود فرماتے ہیں:

> " أُتِيَ بِيَ النبي مَقْدَمه المدينة، فقِيلَ: هَذَا مِن بَني النّجار، وَقَد قَرأ سَبع عَشَرة سُورة. فَقَرأتُ عَلَيْه فَأعْجَبَه ذَلِكَ، فَقَالَ: "تعلّمْ كتابَ يَهُود، فإنّي ما آمنهُم عَلى كِتابي". فَفَعلتُ، فما مَضى لي نِصْفُ شَهْر حَتّى حَذِقْتُهُ، فَكُنتُ أكتبُ لَه إلَيْهِم، وَ إذَا كَتَبُوا إلَيهِ قَرأتُ لَه "[17]

(مجھے نبی کریم ﷺ کے مدینہ طیبہ تشریف لانے پر آپ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ بنی نجار میں سے ہے۔ اور اس نے سترہ سورتیں یاد کر رکھی ہیں، پس میں نے وہ سورتیں آپ ﷺ کو سنائیں تو آپ بہت حیران ہوئے، اور فرمایا: یہود کی کتاب سیکھ لو، کیونکہ میں اپنی کتاب کے حوالے سے ان کی طرف سے پُر امن نہیں ہوں، تو میں نے ان کی کتاب آدھے مہینے میں سیکھ لی اور مہارت حاصل کر لی اور میں آپ ﷺ کی طرف سے ان یہود کے لیے لکھتا تھا۔ اور جب وہ لکھتے تو میں آپ ﷺ کو وہ تحریر پڑھ کر سناتا تھا)

پھر آپ کو نبی اکرم ﷺ نے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تو وہ بھی آپ نے بہت تھوڑے عرصے میں سیکھ لی۔ امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں:

> "أمرني رسول الله ﷺ أن أتعلّم السريانية"[18]

(نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سریانی زبان سیکھوں)

امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے حضرت زید بن ثابت کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إنّه تأتيني كتب من أناس لا أحب أن يقرأهن كل واحد فهل تستطيع أن تتعلم السريانية! قال: قلت نعم. فتعلمتها في سبعة عشر يوما". [19]

میرے پاس لوگوں کے خط آتے ہیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ وہ خطوط ہر کوئی پڑھے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ تم سریانی زبان سیکھ لو؟ حضرت زید فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا ہاں جی۔ لہذا میں نے سترہ دنوں میں سریانی زبان سیکھ لی۔

حضرت زید کے اتنے مختصر عرصے میں زبان سیکھنے میں ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ زبان کو دائمی نصاب کا حصہ نہ بنایا جائے بلکہ حسب ضرورت فقط زبان سیکھی جائے اور کم سے کم عرصے میں سیکھنے کا عمل مکمل کیا جائے۔ بالخصوص عصر حاضر میں تو زبان سیکھنے کے متعدد وسائل اور تیز ترین سمعی و بصری ذرائع متعارف ہو چکے ہیں۔ ایسے میں زبان کو طلبہ کے لیے دائمی رکاوٹ بنانا کسی طور بھی قرین قیاس نہیں۔

امام ابن عساکرؒ نے عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت کیا ہے:

" كان زيد بن ثابت يتعلم مدراس ماسكة فتعلم كتبهم في خمس عشرة ليلة، حتى كان يعلم ما حرفوا و بدلوا"۔ [20]

(حضرت زید بن ثابت ماسکہ (یہود کے مدارس) میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور ان کی کتب پندرہ دن میں سیکھ لیں یہاں تک کہ ان کی تحریف و تبدیلی کو جانچ لیتے تھے۔)

زبان میں مہارت پیدا کرنا اور اس مہارت کے بل بوتے اپنے مقاصد کا حصول نبوی منہج واسوہ کے عین مطابق ہے جس کا تعلیم و تدریس اور مناہج تعلیم سے گہرا ربط و تعلق ہے۔ جیسا کہ آج زبانیں سائنسی علوم کے حصول کا اہم ذریعہ ہیں۔ جب سے دنیا نے عالمی گاؤں (گلوبل ویلج) کا روپ دھارا ہے زبان میں مہارت کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔ چاہے اس کا تعلق سیاسی معاملات کے ساتھ ہو یا معاشی و معاشرتی۔ ایک عرب شاعر اور ماہر لغات شیخ صفی الدین حلّی نے اسی لیے کہا تھا:

بقَدْرِ لُغاتِ المرءِ يَكثُرُ نفعُهُ وتلك له عندَ الْمُلِمّاتِ أعوانُ

فبادِرْ إلى حفظِ اللغاتِ مُسارعاً فكلُّ لِسانٍ في الحقيقةِ إنسانُ [21]

(آدمی کی زبانوں میں مہارت کی بنیاد پر ہی اس کو بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اور یہ اس کے لئے مشکل اوقات میں معاون ہوتے ہیں۔ لہذا زبانیں سیکھنے میں جلدی کرو، دراصل ہر زبان ایک انسان ہے)

کاتب یا سیکرٹری کے لیے زبان کی اہمیت

عام آدمی کے ساتھ ساتھ سیکرٹری کو بھی زبان پر دسترس حاصل ہونی چاہیے کیوں کہ عموماً لکھنے کا کام اسی کے ذمے ہوتا ہے۔ لہذا اسے اس امر پر زیادہ توجہ دینی چاہیے اور زبان، ٹائپنگ، کمپوزنگ اور شارٹ ہینڈ وغیرہ سب آلات زبان میں مہارت حاصل کرنی چاہیے۔

صبح الاعشی میں مرقوم ہے:

"ينبغي للكاتب أن يتعلم لغة من يحتاج إلى مخاطبته، أو مكاتبته من اللغات غير العربية، فكذلك ينبغي أن يتعلم من الخطوط غير العربية، ما يحتاج إليه من ذلك فقد قال محمد بن عمر المدائني في كتاب القلم و الدواة: إنه يجب عليه أن يتعلم الهندية و غيرها من الخطوط العجمية، و يؤيد ذلك ما تقدم في الكلام على اللغة أن النبي ﷺ، أمر زيد بن ثابت أن يتعلم كتاب يهود من السريانية، أو العبرانية، و كان يقرأ على النبي ﷺ كتبهم و يجيبهم عنه " [22]

(کاتب کے لئے لازم ہے کہ وہ جس کو مخاطب کرنا چاہتا ہو یا اسے کچھ لکھنا چاہتا ہو تو عربی کے علاوہ اس کی زبان سیکھے اور اسی طرح ضرورت کے مطابق عربی کے علاوہ دیگر رسم الخط بھی سیکھے۔ اسی طرح محمد بن عمر المدائنی نے اپنی کتاب قلم دوات میں لکھا ہے کہ کاتب پر لازم ہے کہ ہندی اور دیگر عجمی رسم الخط سیکھے۔ اس کی تائید حضرت زید کے عمل سے ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آپ کو یہود کی کتابت سریانی یا عبرانی سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اور وہ نبی کریم ﷺ کے لئے ان کے خطوط پڑھتے اور ان کے جواب لکھتے۔)

یہاں یہ بات سمجھنا قطعا مشکل نہیں رہا کہ اپنی مادری یا قومی زبان کے علاوہ زبان سیکھنا نہ صرف جائز اور نبوی تعلیمات کے موافق ہے بلکہ ایک ایسا عمل ہے جو انسان کی شخصیت میں مہارتوں کا نکھار پیدا کرتا ہے۔

زبان سیکھنے کی ممانعت کی حقیقت

جیسا کہ پہلے مذکور ہوا ہے کہ زبان سیکھنا سیرت نبوی سے پر ثابت ہے تو اگر کوئی شخص کوئی زبان سیکھنے سے روکتا ہو یا اسے ممنوع قرار دیتا ہو تو وہ نبوی تعلیمات کے موافق نہیں ہے۔ امام ابن رشد مالکیؒ سے جب امام مالکؒ سے مروی قول کی وضاحت پوچھی گئی جس میں عجمیوں کی لغت کی مذمت کی گئی ہے تو انہوں نے جواب دیا:

"أن الذي كره مالك من تعلم خط العجم و لسانهم هو ما لا يكون في تعلمه منفعة، و أما ما فيه منفعة كتعلمه لترجمة ما يحتاجه الإمام كما تعلمه زيد بأمر النبي ﷺ، أو لما يحتاج إليه القاضي للفصل بين الخصوم، و إثبات الحقوق، أو العاشر الذي يعشر أهل الذمة و تجار الحربيين، لطلب ما يعشر عندهم لبيت المال، أو لما يحتاج إليه من فكاك أسير، و ما أشبه ذلك مما تدعو إليه الضرورة فغير مكروه.[23]

(عجمیوں کی زبان اور رسم الخط سیکھنے کے سلسلے میں جس بات کو امام مالک نے ناپسند فرمایا ہے وہ صرف وہی ہے جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور جس کے سیکھنے میں فائدہ ہو جیسے ترجمہ سیکھنا جس کی حاکم وقت کو ضرورت ہوتی ہے جس طرح حضرت زید نے نبی اکرم ﷺ کے حکم پر سیکھا۔ یا جس چیز کی قاضی کو جھگڑوں کے فیصلے کرنے اور حقوق کو ثابت کرنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے، یا جو ذمیوں کے ساتھ رہتا ہو، یا جو وطن حرب میں تاجر ہو، ان سے مالی معاملات کی غرض سے، یا قیدی وغیرہ کو چھڑوانے کے لیے، یا اس طرح کی دیگر ضروریات پوری کرنی ہوں تو پھر زبان سیکھنا ناپسندیدہ عمل نہیں۔)

ایک اہم اور انوکھی بات جو امام ابن سعدؒ نے طبقات میں نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل میں ملوث لوگوں میں ایک نصرانی جفنہ نامی شامل تھا جو مدینہ طیبہ میں لکھنا سکھاتا تھا۔

"و كان يعلم الكتاب. فربما يقال كان يعلم في الكتاب لغة أجنبية أما العربية مثلا أو القرآن فمن المحال أن يحتاجوا في تعلمها إذ ذاك لنصراني" ۔ [24]

(اور شاید وہ کوئی عربی کے علاوہ زبان سکھاتا ہو کیونکہ عربی یا قرآن کریم کی تعلیم تو محال ہے کہ عرب اس سے سیکھتے کیونکہ وہ نصرانی تھا۔)

انسان کی تمام حاجات وضروریات اکیلے اس کی ذات سے ہی پوری نہیں ہوتیں بلکہ اس کو دوسروں کے تعاون کی ضرورت پڑتی ہے اور تعاون تعارف کے بغیر ممکن نہیں۔ اور کوئی تعارف زبان اور تعبیر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں ہوا جو اپنے علاقے کی زبان میں دسترس نہ رکھتا ہو۔ فرمان باری تعالی ہے:

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾[25]

(اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان کے ساتھ ہی بھیجا تاکہ وہ انہیں واضح کر کے بتادے)

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ اگر زبانیں نہ ہوتیں تو تعارف اور تعاون کی کوئی صورت پنپ نہ سکتی۔ نہ ہی ماضی کی روایات کا مستقبل کے ساتھ کوئی رشتہ قائم ہو سکتا۔ ہر زبان کا تاریخی پس منظر ضرور موجود ہوتا ہے تاکہ اسے دنیائے وجود کے اندر وجود اور قیام ودوام مل سکے۔ نبی کریم ﷺ نے ثقافتوں کو باہم ایک دوسرے کے قریب کرنے کے لئے زبان کو بنیاد بنایا جس کی کچھ مثالیں ہم نے ذکر کی ہیں۔ ان میں سے امام احمدؒ کی یہ روایت بھی ہے:

عن كعب بن عاصم الأشعري، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (ليس من امبر امصيام في امسفر).[26]

امام ابن حجر رقمطراز ہیں:

"وَهَذِهِ لُغَةٌ لِبَعضِ أَهلِ اليَمَنِ، يَجعَلُونَ لَامَ التَّعرِيفِ مِيمًا، وَيَحتَمِلُ أَن يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ خَاطَبَ بِهَا هَذَا الأَشعَرِيَّ كَذَلِكَ، لِأَنَّهَا لُغَتُهُ، وَيَحتَمِلُ أَن يَكُونَ الأَشعَرِيُّ هَذَا نَطَقَ بِهَا عَلَى مَا أَلِفَ مِن لُغَتِهِ، فَحَمَلَهَا عَنهُ الرَّاوِي عَنهُ، وَأَدَّاهَا بِاللَّفظِ الَّذِي سَمِعَهَا بِهِ، وَهَذَا الثَّانِي أَوجَهُ عِندِي، وَاللَّهُ أَعلَمُ"[27] -

(یہ اہل یمن کی لغت ہے کہ وہ لام تعریف کو میم بنادیتے ہیں اور اس میں یہ احتمال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس اشعری شخص کو اسی طرح اس کی زبان میں مخاطب کیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس اشعری نے اپنی لغت میں بات کی ہو جس کا وہ عادی تھا۔ اور راوی نے اس سے یہ الفاظ نقل کیے ہوں اور ان کو آگے ایسے ہی پہنچا دیا ہو جیسے سنا تھا۔ اور یہ توجیہ میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے۔)

اگر نبی کریم ﷺ سے یہ لفظ ثابت ہوں اور اس روایت کو اس لفظ کے ساتھ مان لیا جائے۔ تو یہ آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کی عظیم مثال ہے جو آپ ﷺ نے اس یمنی شخص کے ساتھ نرمی ومہربانی فرمائی اور اس کے لہجے میں اس سے گفتگو فرمائی۔

عربی زبان کی وسعت ودوام

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ عربی کو اسلام کی زبان ہونے کا شرف حاصل ہے اور دنیا کے ہر گوشے میں اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے اس کی تعلیمات اور لٹریچر عربی زبان میں عام ہو چکا ہے۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد اربوں میں ہے بنابریں عربی زبان کو دوام اور وسعت ملی ہے۔ اس کی تعلیم کے ادارے مسلم ممالک کے علاوہ یورپ اور متحدہ امریکہ میں بھی پائے جاتے ہیں جس سے ان ممالک کے باشندوں کو عربی زبان سیکھنے کے مواقع میسر آتے ہیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾

(اور آدم کو تمام نام سکھا دیے)

سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے اس قدر اسماء و لغات سکھائے کہ بعض روایات کے مطابق آپ سات سو زبانوں میں بات کر سکتے تھے۔ بلکہ فرشتوں کو تو وہ کچھ بتایا جو انہیں بھی معلوم نہ تھا اسی بنیاد پر فرشتوں نے آپ کے مقام و مرتبہ اور اللہ کے حضور اپنی لا علمی اعتراف کیا۔

قرآن حکیم کی نص کے مطابق تو اللہ تعالی نے نبی اکرم ﷺ کو بھی تمام علوم سکھا دیے اور ان علوم میں زبانوں کی مہارت بھی ہے۔ بعض روایات جو کہ حدیث، شمائل نبویہ یا سیرت کی کتب میں موجود ہیں اس پر شاہد ہیں بلکہ معاصر محققین ان روایات کی بنیاد پر مبالغہ آرائی سے بھی کام لیتے ہیں۔ لیکن بعض ائمہ نے اس موضوع پر الگ سے لکھا بھی ہے جیسا کہ شیخ ابو عبد اللہ بن جعفر الکتانی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام: (المطالب العزيزة الوافية في تكلمه عليه السلام بغير اللغة العربية) رکھا۔ اسی طرح امام ابن حجر نے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں (باب من تكلم بالفارسية) میں لکھا ہے:

" كأنه أشار إلى أن النبي ﷺ كان يعرف الألسنة لأنه أرسل إلى الأمم كلها على اختلاف ألسنتها، فجميع الأمم قومه بالنسبة إلى عموم رسالته، فاقتضى أن يعرف ألسنتهم، ليفهم عنهم ويفهموا عنه. "[28]

(شاید یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ تمام زبانیں جانتے تھے۔ کیونکہ آپ کو تمام امتوں کی طرف بھیجا گیا باوجود ان کی زبانیں مختلف ہونے کے۔ اور تمام امتیں آپ کی رسالت کی عمومیت کی بنیاد پر آپ ہی کی قوم ہیں۔ لہذا یہ امر تقاضا کرتا ہے کہ آپ ان کی زبانیں جانتے۔ تاکہ وہ آپ ﷺ کی بات سمجھ سکیں اور آپ ان کی۔)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبد اللہ ابن زبیر جو ایک جلیل القدر عالم صحابی ہیں۔ وہ کئی زبانوں میں دسترس رکھتے تھے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے:

"كان لعبد الله ابن الزبير مائة غلام يتكلم لغة خاصة، وأنه كان يكلم كل واحد منهم بلغته، ولا غرابة في عدد الغلمان فقد كان لأبيه الزبير بن العوام رضي الله عنه ألف مملوك يؤدي اليه الخراج.[29]

(حضرت عبد اللہ بن زبیر کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کے سو غلام تھے اور ہر غلام کی اپنی خاص زبان تھی اور آپ ان میں سے ہر کسی کے ساتھ اس کی زبان میں بات کرتے تھے۔ اور رہی بات اتنی تعداد میں غلاموں کی تو اس میں کوئی تعجب نہیں، کیونکہ آپ کے والد گرامی حضرت زبیر بن عوام کے ایک ہزار غلام تھے۔)

یہ زبانیں اور لہجے قرآن حکیم میں خصوصیت کے ساتھ مندرج ہیں۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی نے الاتقان میں ذکر کیا ہے:

" أنه يوجد في القرآن خمسون لغة منها ما هو من لغات العرب ومنها ما هو من لغات العجم كالفارسية، والرومية، والقبطية، والحبشية، والبربرية، والسريانية، والعبرانية، .[30]

(کہ قرآن حکیم میں پچاس زبانیں ہیں جن میں سے کچھ عرب کی لغات ہیں اور کچھ عجم کی جیسا کہ فارسی، رومی، قبطی، حبشی، بربری، سریانی اور عبرانی زبانیں ہیں۔)

اس سے یہ بات مکمل طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن حکیم کی تعلیمات کے مطابق زبانوں میں وسعت ہونی چاہیے اور انسان کو اسی بنیاد پر مختلف زبانوں میں مہارت حاصل کرنی چاہیے تاکہ وہ قرآنی منہج پر رہے۔ اور دنیا میں پھیلی تمام ثقافتوں سے منسلک ہو کر زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کر سکے۔

زبان اور تہذیب وثقافت

زبان کسی تہذیب کا اہم عنصر ہے، اور اس سے غفلت تہذیب کے زوال کے مترادف ہے۔ ماضی میں کئی زبانیں اور لہجے مرور زمانہ کے ساتھ مٹ گئے، جس کی بڑی وجہ اہل زبان کی کوتاہی تھی۔ ترکی زبان کی مثال ہمارے سامنے ہے، جو پہلے عربی وفارسی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی، لیکن بعد میں اہل زبان کی ناقدری کے سبب اس کا رسم الخط بدل گیا، جو زبان کے زوال کی نشاندہی کرتا ہے۔ لہٰذا، زبان پر حملہ آور عناصر سے دفاع کرنا اہل زبان کی ذمہ داری ہے۔ اہل اسلام کی اس سلسلے میں احتیاط ملاحظہ کیجیے۔

" أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعَ رَجُلًا يَتَكَلَّمُ بِالْفَارِسِيَّةِ فِي الطَّوَافِ , فَأَخَذَ بِعَضُدِهِ وَقَالَ: « ابْتَغِ إِلَى الْعَرَبِيَّةِ سَبِيلًا "[31].

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوران طواف ایک شخص کو فارسی بولتے ہوئے سنا تو اس کا بازو پکڑ کر فرمایا: "عربی سیکھنے کی کوشش کرو"۔

اسی لیے جب پہلے زمانے کے مسلمان شام، مصر وغیرہ میں سکونت پذیر ہوئے جب کہ ان کی زبان رومی تھی، اور سرزمین عراق اور خراسان جن کی زبان فارسی تھی، اور اہل مغرب جن کی زبان بربری تھی، مسلمانوں نے یہاں کے باسیوں کی عادات اپنائیں اور وہاں کے رہنے والوں پر غلبہ پالیا۔ اور پھر جب زبان کے معاملے میں سستی برتی اور فارسی اپنالی تو مغلوب ہو گئے۔

دوسری زبانیں سیکھنے کے فوائد وثمرات

مادری اور قومی زبان میں مہارت وثقاہت کے ساتھ ساتھ دیگر جتنی زبانوں میں مہارت وعبور ممکن ہو لازما حاصل کرنا چاہیے۔ بالخصوص بین الاقوامی اور زندہ ومشہور زبانوں میں مہارت انسان کو بے شمار مسائل سے چھٹکارا و نجات عطا کرتی ہے۔ جیسے پاکستانی پنجابی باشندے کے لیے پنجابی اور اردو میں مہارت کے بعد عربی، انگریزی، چینی، کورین اور جاپانی زبانوں میں دسترس وعبور کاروبار، حصول تعلیم اور رابطے کی مضبوطی کے لئے وقت حاضر کے تقاضوں میں سے ہے۔ جس شخص نے ان زبانوں میں مہارت حاصل کرلی وہ ان ممالک سے تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔ وہاں جاکر کاروبار کر سکتا ہے۔ ملکی سیاست کا حصہ بن کر بین الاقوامی تعلقات میں معاونت کر سکتا ہے۔ زبانوں میں مہارت کے چند دیگر فوائد کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے:

1۔ زبان ایک عطیہ خداوندی

کوئی بھی زبان ایک نعمت کا درجہ رکھتی ہے جو اللہ تعالی اپنے بندوں پر کرتا ہے۔ تاکہ وہ ایک دوسرے سے رابطہ رکھ سکیں یا تعلقات قائم کر سکیں۔ یہی نعمت عظمی ہے جو علوم وافکار کو دوسروں تک منتقل کرنے کا وسیلہ ہے۔ زبان ہی مذہب اور عقائد کی تعلیم وتبلیغ میں انسان کے لئے مدد ومعاون ثابت ہوتی ہے۔ گلوبلائزیشن کی اس گہما گہمی میں دیگر زبانوں کی مہارت ہی انسان کی زندگی کو آسان بنا سکتی ہے۔

2۔ عقل وفکر کی پختگی کا سبب

کسی بھی زبان میں مہارت انسان کی عقل وفکر کو مضبوط بناتی ہے۔ کیونکہ وہ دیگر زبانوں میں کہے گئے اقوال واشعار پڑھتا اور یاد کرتا ہے۔ جس سے دیگر ثقافتوں کو سمجھنے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ دنیا کو انسان بہت قریب سے دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ جس سے انسان نہ صرف ذاتی طور پر اپنی شخصیت کو نکھارتا ہے بلکہ اپنے پیشے یا فن کو بھی نکھار سکتا ہے۔

3۔ دنیائے علم میں تعارف

زبان کی مہارت انسان کو ایک بااعتماد شخصیت کے طور پر متعارف ہونے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ انسان دنیائے علم کی معتبر شخصیات سے رابطہ اور افکار کا تبادلہ کر سکتا ہے۔ اس کے لئے علم کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ محققین کی افکار کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے اور اس طریقے پر انسان کی اپنی فکر بھی پختہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ خصوصاً اگر انسان طالب علم ہے اور یونیورسٹی سطح پر تحقیقی کام میں مصروف ہے تو ایسے میں عالمی سطح پر ااساتذہ اور فن کے ماہرین سے رابطہ ایک لازم امر ہے جو ان کی زبان میں زیادہ کارگر ثابت ہوتا ہے لہذا طالب علم کو چاہیے کہ یونیورسٹی تک پہنچنے سے پہلے زبان میں مہارت حاصل کرے اور غیر ملکی زبانیں سیکھے بالخصوص وہ زبانیں جو اس کے مضمون میں مہارت اور دسترس کے لئے ضروری ہوں ان میں عبور ہونا لازم ہے۔ کیونکہ اگر زبان میں مہارت نہیں ہوگی تو یہ ایک قسم کی بڑی رکاوٹ بن جائے گی جو اس کو بسا اوقات حصول علم سے مکمل طور پر محروم بھی کر سکتی ہے۔

4۔ وقت کا درست استعمال

زبان میں مہارت انسان کی زندگی کے لحات کو قیمتی بناتی ہے کیونکہ جب وہ دنیا کی مشہور زبانوں میں مہارت حاصل کر لیتا ہے تو زیادہ تر اس زبان کی کتب پڑھنے میں گذارتا ہے یا اس زبان کے اساتذہ اور ماہرین سے رابطے کرنے اور ان سے گفتگو کرنے میں مصروف رہتا ہے جس سے اس کے اوقات قیمتی بن جاتے ہیں اور وہ بہت ساری معلوموت بھی حاصل کر لیتا ہے۔

5۔ خوداعتمادی کا حصول

غیر ملکی زبان میں مہارت انسان کے اندر خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ زبان میں مہارت کی بنیاد پر انسان اپنے مافی الضمیر کا آسانی سے اظہار کر سکتا ہے، دوسروں کے ساتھ رابطہ کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرے گا۔

6۔ کامیابی کی ضمانت

زبانوں میں دسترس انسان کو کامیابی کی ضمانت دیتی ہے کیونکہ زبان رابطے کا کام کرتی ہے اور عصر حاضر میں بین الاقوامی سطح پر کاروبار بنانے اور کمپنیوں کے ساتھ رابطے میں معاونت کرتی ہے جس سے انسان کو کامیابی کا سفر طے کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

7۔ علمی ذوق کی بلندی اور مطالعہ کی وسعت

جس طرح زبان کی مہارت اوقات کو قیمتی بناتی ہے بالکل اسی طرح مطالعہ میں وسعت بھی پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ اگر انسان اپنی پسند کی کتب کی زبان جانتا ہو تو وہ وقت ضائع نہیں کرتا بلکہ فارغ اوقات میں مطالعہ کتب میں مصروف رہتا ہے۔

زبان سیکھنے میں عمر کا عمل دخل

10 سے بارہ سال کی عمر میں اجنبی زبان سیکھنا شروع کرنا چاہیے بصورت دیگر تعلیمی ترقی نہ صرف متحرج ہوگی بلکہ بہت سست ہو جائے گی۔ دنیائے علم میں ہونے والی تحقیقات نے یہ ثابت کیا ہے کہ ابتدائی تعلیم اپنی قومی یا مادری زبان میں ہی ہونی چاہیے اگر ایسا نہ کیا گیا تو تعلیمی میدان میں سیکھنے کا عمل بے معنی رہ جائے گا۔

زبان سیکھنے کے وسائل وذرائع

زبان سیکھنے میں بہت سے وسائل وذرائع کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ بعض اہم وسائل وذرائع کا ذکر کریں گے۔

1۔ڈکشنری یا لغت کا استعمال

عصر حاضر میں زبان سیکھنے کے عمل میں جو امر ترک کیا جارہا ہے وہ لغت یاڈکشنری کا استعمال ہے۔حالانکہ ڈکشنری کا استعمال کلمات کے نہ صرف معانی سے پردہ اٹھاتا ہے بلکہ انسان پر کلمات کا مختلف استعمال اور وسعت بھی واضح کرتا ہے۔لہذا زبان سیکھنے والے طالب علم کو بہر طور لغت کا استعمال کرنا چاہیے۔عربی زبان میں ڈکشنری کے ساتھ ساتھ،غریب القرآن یا مشکل القرآن اور غریب الحدیث اور الفروق فی اللغۃ کی کتب بھی لازمی طور پر استعمال کرنی چاہیں۔

2۔زبان/بول چال کی کسی ماہر کے ساتھ مشق

زبان ہمیشہ اس استاذ سے سیکھنی چاہیے جس کی وہ مادری زبان ہو۔جیسے انگریزی کسی انگریز استاذ سے،عربی کسی عرب استاذ سے اور چینی کسی چائینی استاذ سے سیکھنی چاہیے۔اور ان کے ساتھ مکالمہ کی عادت بنانی چاہیے۔دوسری زبان کے اساتذہ اگرچہ زبان کسی حد تک سکھا تو دیں گے لیکن اس کے اتار چڑھاؤ اور لب لہجہ سے انسان اس طرح واقف نہیں ہوسکے گا جس طرح ہونا چاہیے۔

3۔کثرت مطالعہ

کثرت مطالعہ یا کتب بینی انسان کو الفاظ کی کثرت عطا کرتے ہیں جس سے بول چال اور تحریر وتقریر میں آسانی ہوجاتی ہے۔اور انسان چھوٹے جملے اور محاورات اپنی گفتگو میں شامل کرسکتا ہے۔

4۔ماحول کا اثر

راقم کو عربی زبان میں مہارت وثقاہت کے لئے عمر صرف کرنی پڑی جو قواعد وگرامر ابتدائی کلاسوں میں سیکھے ان کی تطبیق تکمیل تعلیم کے بعد بڑھ گئی جو زبان میں روانی کا سبب بنی۔لیکن بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں تعلیم کے دوران اس بات کا احساس شدت سے ہوا کہ جو طلبہ اپنے حلقہ احباب کو قومیت یا علاقائی نسبت تک محدود کرلیتے ہیں وہ زبان میں ثقاہت پیدا نہیں کرسکتے۔غیر ملکی ہم جماعتوں کے ساتھ دوستی زبان کو زندہ رکھنے میں سو فیصد معاونت کرتی ہیں۔اگر کوئی طالب علم غیر ملکی شخص سے دوستی کرلے اور اس سے ہمیشہ اسی کی زبان میں ہم کلام ہو تو زبان سیکھنے کا عمل تیز تر ہوجاتا ہے۔

5۔اشعار یاد کرنا

شعر اور نظمیہ ادب کو کسی بھی زبان میں بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے بلکہ شعر کو تو محاورہ اور کلمات کی پہچان کا پیمانہ مقرر کرلیا گیا ہے۔عربی زبان کے بہت سے اشعار کو تفسیر قرآن اور غریب الحدیث کی پہچان کے لیے بطور استشہاد استعمال کیا جاتا ہے۔زمانہ قدیم سے عربوں میں شعر یاد کرنے اور اس طرح زبان کی حفاظت کرنے کا رواج عام ہے۔اگر کوئی طالب علم کسی زبان کے اشعار یاد کرے اور مفہوم سمجھے تو اس زبان تک اس کی رسائی اور مہارت آسان ہوجاتی ہے۔

6۔مختصر کہانیاں پڑھنا

زبان سیکھنے میں مختصر کہانیوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ مختصر وقت میں بہت سے الفاظ اور اصطلاحات کو پڑھنے اور سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔اس سے نہ صرف ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ انسان تیزی سے زبان کو سمجھنے لگتا ہے۔یہ طریقہ زبان کو سیکھنے میں نہایت مدومعاون ثابت ہوسکتا ہے۔

7۔کھیلوں/ویڈیو گیمز کے ساتھ تعلم

زبان کی اصطلاحات اور مشکل تعبیرات میں عموماً مہارت حاصل کرنا مشکل نظر آتا ہے لیکن اگر جدید طریقے پر تیار کی گئی گیمز یا کھیل کی ویڈیوز کے ذریعے اس مشکل کو حل کیا جائے تو اصطلاحات کو سمجھنا بہت کم وقت میں ممکن ہے۔

یہ ان چند وسائل کا ذکر تھا جو طالب علم کے لئے زبانیں سیکھنے میں مددگار اور معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ استاذ یا ماہر زبان کی ہدایات کے مطابق اور بھی وسائل اختیار کیے جاسکتے ہیں۔

نتائج وسفارشات

اس علمی مقالہ کے دوران ہم حسب ذیل اہم نتائج تک پہنچے ہیں:

1. زبان سیکھنے کے معاملے میں نبی کریم ﷺ کی واضح تعلیمات و رہنمائی موجود ہے جو امت مسلمہ کے لیے ہر دور کی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔
2. نبی کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ میں تہذیبوں کا تحفظ اور زبانوں کی ترویج کے اقدامات بھی شامل ہیں۔ جس کے مظاہر آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ میں نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں۔
3. اسلام میں زبانوں کی تعلیمات اور ان کو محفوظ رکھنے کی تعلیمات و لٹریچر مکمل طور پر محفوظ ہے۔ اور ہر دور میں تاریخی تسلسل کے ساتھ اس کا التزام کیا جاتا رہا ہے۔
4. زبان سیکھنا دیگر علوم کے لئے معاون اور معلومات میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ انسانی فکر کو پختگی عطا کرتا ہے۔
5. زبان سیکھنا اسلامی تعلیمات اور سیرت نبوی کی روشنی میں ناپسندیدہ یا ممنوع عمل نہیں ہے۔ اگر کوئی ممانعت وارد ہوئی ہے تو اس کی کوئی خفیہ یا ظاہری علت و توجیہ ضرور موجود ہوگی۔

باوجود دوسری زبانوں میں مہارت کے اپنی قوم کو ان کی اپنی زبان میں مخاطب کرنا ہی نبوی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام سے یہ امر ثابت نہیں کہ کبھی عربی کے علاوہ کوئی خطاب کیا ہو۔ حالانکہ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین نے غیر عرب بادشاہوں اور امراء کو خطوط بھی لکھے اور روابط بھی قائم کیے۔

حوالہ جات وحواشی:

1: **فتاوی الشبکۃ الإسلامیۃ**، مجموعۃ من المؤلفین 2852:8

Fatāwā al-Shabakah al-Islāmiyyah, Majmū'ah min al-Mu'allifīn 8:2852

2: القرآن،22:30

Al-Qur'ān, 30:22

3: القرآن،4:14

Al-Qur'ān, 4:14

4: رازی، امام فخر الدین، محمد بن عمر(604ھ)، **مفاتیح الغیب**(بیروت، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع)، 1:57۔

Rāzī, Imām Fakhr al-Dīn, Muḥammad ibn 'Umar (604 AH), Mafātīḥ al-Ghayb (Beirut: Dār al-Fikr li-l-Ṭibā'ah wa-l-Nashr wa-l-Tawzī'), 1:57 .

5: امام مسلم بن حجاج نیشاپوری، **صحیح مسلم**(ریاض، دار السلام)، حدیث نمبر:1069

Imām Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim (Riyadh: Dār al-Salām), Ḥadīth no. 1069

6: امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، النیشاپوری(405ھ)، **المستدرک علی الصحیحین**(بیروت، دار الکتب العلمیۃ)، 87:4، علامہ عجلونی رحمہ اللہ(۱۱۶۲ھ) یہ روایات نقل کرنے اور ان پر کلام کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وقد وردت أخبار كثيرة في حب العرب، يصير الحديث بمجموعها حسناً". (کشف الخفاء ومزیل الإلباس ۱/۵۴، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۰۸ھ۔) بنابریں اس روایت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

Imām Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn 'Abd Allāh al-Ḥākim al-Naysābūrī (405 AH), al-Mustadrak 'ala al-Ṣaḥīḥayn (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah), 4:87.

7: شیخ محمد الحسن الشنقیطی، ملتقی اہل الحدیث، 69:128، (https://lib.efatwa.ir/46922/128/69)

Shaykh Muḥammad al-Ḥasan al-Shanqīṭī, Multaqā Ahl al-Ḥadīth, 69:128.

8: الکتانی، عبد الحی، **التراتیب الاداریۃ**، (نظام الحکومۃ النبویۃ)(بیروت، دار الارقم)، (الطبعۃ الثانیۃ) 189:1۔

Al-Kittānī, 'Abd al-Ḥayy, al-Tarātīb al-Idāriyyah (Niẓām al-Ḥukūmah al-Nabawiyyah) (Beirut: Dār al-Arqam), (al-Ṭab'ah al-Thāniyyah), 1:189.

9: **نفس المصدر۔**

Ibid

10: **نفس المصدر۔**

Ibid

11: **نظام الحکومۃ النبویۃ**، 189:1۔

Niẓām al-Ḥukūmah al-Nabawiyyah, 1:189.

12: امام احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ، (728ھ)، **اقتضاء الصراط المستقیم**(ریاض، مکتبۃ الرشد)، 221:1

Imām Aḥmad ibn 'Abd al-Ḥalīm Ibn Taymiyyah (728 AH), Iqtiḍā' al-Ṣirāṭ al-Mustaqīm (Riyadh: Maktabah al-Rushd), 1:221.

13: ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی (430ھ)، **معرفۃ الصحابۃ**(ریاض، دار الوطن للنشر)، (الطبعۃ الاولیٰ 1989ء) 1262:3۔

Abū Nu'aym Aḥmad ibn 'Abd Allāh al-Iṣbahānī (430 AH), Ma'rifat al-Ṣaḥābah (Riyadh: Dār al-Waṭan li-l-Nashr), (al-Ṭab'ah al-Ūlā 1989 CE), 3:1262.

14: الشریف المرتضیٰ، **الفصول المختارۃ**(بیروت، دار المفید للطباعۃ والنشر)، 91۔

al-Sharīf al-Murtaḍā, al-Fuṣūl al-Mukhtārah (Beirut: Dār al-Mufīd li-l-Ṭibā'ah wa-l-Nashr), p. 91.

15: امام ابوعیسی محمد بن عیسی، ترمذی (279ھ)، **سنن ترمذی**(ریاض، دار السلام)، (الطبعۃ الاولی 2009ء) حدیث نمبر:2687۔

Imām Abū 'Īsá Muḥammad ibn 'Īsá al-Tirmidhī (279 AH), Sunan al-Tirmidhī (Riyadh: Dār al-Salām), (al-Ṭab'ah al-Ūlā 2009 CE), Ḥadīth no. 2687.

16: **کلمات**، ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن (ادارہ تحقیقات اسلامی پریس، اسلام آباد) ص۔195

Kalimāt, Dr. Ṣāḥibzādah Sājid al-Raḥmān (Idārah Taḥqīqāt Islāmī Press, Islāmābād), p. 195.

17: امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل الشیبانی (241ھ)، **المسند**(بیروت، بیت الافکار الدولیۃ)(الطبعۃ 1998ء) حدیث نمبر:21658

Imām Abū ‘Abd Allāh Aḥmad ibn Ḥanbal al-Shaybānī (241 AH), al-Musnad (Beirut: Bayt al-Afkār al-Dawliyyah) (al-Ṭab‘ah 1998 CE), Ḥadīth no. 21658.

[18]: **سنن ترمذی**، حدیث نمبر: 2715

Sunan al-Tirmidhī, ḥadīth no. 2715.

[19]: **التراتیب الاداریۃ**، 1:186۔

al-Tarātīb al-Idāriyyah, 1:186.

[20]: امام ابو بکر جلال الدین سیوطی، (911ھ)، **جامع الاحادیث** (دار السلام للطباعۃ والنشر والتوزیع)، حدیث نمبر: 37857۔

Imām Abū Bakr Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī (911 AH), Jāmi‘ al-Aḥādīth (Dār al-Salām li-l-Ṭibā‘ah wa-l-Nashr wa-l-Tawzī‘), Ḥadīth no. 37857.

[21]: **صفي الدين الحلّي** (ت752ھ)، **دیوان** (بیروت، دار صادر)، ص 669

Ṣafī al-Dīn al-Ḥillī (752 AH), Dīwān (Beirut: Dār Ṣādir), p. 669.

[22]: **التراتیب الاداریۃ**، 1:187

al-Tarātīb al-Idāriyyah, 1:187.

[23]: **التراتیب الاداریۃ**، 1:187

al-Tarātīb al-Idāriyyah, 1:187.

[24]: امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد، **الطبقات الکبریٰ** (مکتبۃ الخانجی)، 5:15

Imām Abū ‘Abd Allāh Muḥammad ibn Sa‘d, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Maktabat al-Khānjī), 5:15.

[25]: القرآن، 4:14

Al-Qur’ān, 4:14.

[26]: **مسند احمد**، حدیث نمبر: 23679 ، یہ روایت امام طبرانی (19/172) اور امام بیہقی (4/242) نے بھی روایت کی ہے۔ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

Musnad Aḥmad, ḥadīth no. 23679. This narration is also recorded by Imām Ṭabarānī (19:172) and Imām Bayhaqī (4:242) with all trustworthy narrators in the chain.

[27]: امام محمد بن احمد ابن حجر، العسقلانی (852ھ) **التلخیص الحبیر** (مصر، مؤسسۃ قرطبۃ)، (الطبعۃ الاولیٰ 1995ء) 2:205۔

Imām Muḥammad ibn Aḥmad Ibn Ḥajar al-‘Asqalānī (852 AH), al-Talkhīṣ al-Ḥabīr (Miṣr: Mu’assasat Qurṭubah), (al-Ṭab‘ah al-Ūlā 1995 CE), 2:205.

[28]: امام محمد بن احمد ابن حجر، العسقلانی (852ھ) **فتح الباری** (**بیروت**، دار الکتب العلمیۃ)، 1:202۔

Imām Muḥammad ibn Aḥmad Ibn Ḥajar al-‘Asqalānī (852 AH), Fatḥ al-Bārī (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah), 1:202.

[29]: ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصبہانی، حلیۃ الاولیاء (بیروت، دار الفکر)، 1:334۔

Abū Nu‘aym, Aḥmad ibn ‘Abd Allāh ibn Aḥmad al-Iṣbahānī, Ḥilyat al-Awliyā’ (Beirut: Dār al-Fikr), 1:334.

[30]: امام جلال الدین سیوطی، **تاریخ الخلفاء**، (مطبع السعادۃ)، (الطبعۃ الاولی، 1952ء) 1:187۔

Imām Jalāl al-Dīn al-Suyūṭī, Tārīkh al-Khulafā’ (Maṭba‘at al-Sa‘ādah), (al-Ṭab‘ah al-Ūlā 1952 CE), 1:187.

[31]: بیہقی، امام ابو بکر احمد بن حسین (458ھ)، **شعب الایمان** (بیروت، دار الکتب العلمیۃ)، حدیث نمبر: 1557

Bayhaqī, Imām Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn (458 AH), Shu‘ab al-Īmān (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah), Ḥadīth no. 1557.